محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایمان میں سے ہے

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

دمشق یونیورسٹی کے شعبہ علوم القرآن والسنۃ کے سابق نگران اعلیٰ دکتور نور الدین عتر کی ''حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان'' ایک مختصر عربی تالیف ہے، جس میں محبت کیا ہے؟ اس کے تقاضے کیا ہیں؟ اور صحابہ کرامؓ نے کس انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی، وغیرہ جیسے ابواب شامل ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی اس کتاب کا اردو ترجمہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ کے قلم گوہر بار سے قارئین وفاق کی خدمت میں قسط وار پیش ہے۔.....(ادارہ)

غزوہ حنین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار کو خوشخبری دینا:......امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب حنین کا معرکہ ہوا تو ھوازن اور غطفان وغیرہ قبائل آپ ﷺ کے مقابلہ میں اپنے جانوروں اور عورتوں اور بچوں کے ساتھ آ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دس ہزار صحابہ اور مکہ کے نومسلم تھے، جب مقابلہ ہوا تو ابتداء میں صحابہ ادھر ادھر ہو گئے اور آپ ﷺ تنہا رہ گئے، اس موقع پر آپ ﷺ نے دو الگ الگ آوازیں لگائیں دونوں کو ملایا نہیں، آپ ﷺ نے دائیں جانب نگاہ فرمائی اور آواز دی: او انصار کی جماعت! تو سب نے بیک آواز جواب دیا: ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ! آپ خوش ہو جائیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں، پھر آپ ﷺ نے بائیں جانب نگاہ فرمائی اور آواز دی: ''او انصار'' تو انصار نے جواب دیا: ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ! آپ خوش ہو جائیں، آپ ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے، آپ ﷺ اس سے اترے اور فرمایا: میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ مشرکین کو شکست ہوئی اور اس دن بہت زیادہ مالِ غنیمت حاصل ہوا، آپ ﷺ نے وہ مال مہاجرین اور نومسلموں میں تقسیم کر دیا اور انصار کو کچھ نہیں دیا تو بعض نوجوان انصار نے کہا: سختی کے وقت تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور مالِ غنیمت دوسروں کو دیا جاتا ہے! آپ ﷺ کو جب ان کا یہ مقولہ پہنچا تو آپ نے ان کو ایک خیمہ میں جمع کر کے فرمایا: اے انصار کی جماعت! مجھے کیا بات پہنچی ہے؟ وہ خاموش ہو گئے، پھر آپ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ لوگ تو دنیا لے کر اپنے گھروں کو

لوٹیں اور تم اللہ کے رسول کو ساتھ لے کر اپنے گھروں کو جاؤ؟ سب نے جواب دیا: کیوں نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی میں تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا۔"

قبیلہ ثقیف اور ھوازن وغیرہ اپنے ساتھ معرکہ میں مال، مویشی، عورتیں اور اپنے بچوں کو بھی ساتھ لائے تھے تاکہ ان کی موجودگی میں خوب جوش سے لڑیں اور شکست سے بچ جائیں، لیکن اس کے برعکس وہ سب کچھ مسلمانوں کے ہاتھ مالِ غنیمت کے طور پر آ گیا، یہاں تک کہ قیدیوں اور غلاموں سے گھر، جھونپڑیاں اور جگہیں بھر گئیں، لیکن مہاجرین اور انصار قیدیوں اور غلاموں میں اپنا حصہ وصول کرنے سے دستبردار ہو گئے، اس طرح وہ سب آزاد ہو گئے اور یہ سب صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے کیا اور یہ صحابہ کرامؓ کی آپ ﷺ سے انتہائی محبت کی دلیل ہے۔

اسی واقعہ کے ساتھ یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ "صفا" پر کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمانے لگے، انصار آپ کو غور سے دیکھ رہے تھے اور آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ ایسا تو نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے جب اللہ تعالیٰ ان کے شہر اور سرزمین کو فتح فرمادے تو آپ یہاں ہی اقامت فرمالیں؟ جب آپ ﷺ دعا سے فارغ ہوئے تو انصار سے فرمایا: تم کیا بات کر رہے تھے؟ انصار نے عرض کیا: کوئی خاص بات نہیں تھی لیکن آپ ﷺ برابر اصرار فرماتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اپنی بات ظاہر کر دی، اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "معاذ اللہ! میرا تو جینا بھی آپ کے ساتھ اور مرنا بھی آپ کے ساتھ ہے۔"

اس واقعہ میں انصار کی آپ ﷺ سے محبت اور اس بات کا خوف کہ کہیں آپ ﷺ ان کو چھوڑ نہ دیں، اور آپ ﷺ کی ان سے محبت واضح ہے اور اس میں آپ کا غیب کی خبر دینا معجزہ ہے، کیوں کہ کسی شخص کو معلوم نہیں کہ کس زمین میں اس کی وفات ہوگی۔

نبی کریم ﷺ کی محبت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک دوسرے سے آگے بڑھنا:...... امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت کعب بن عجرہ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ: ایک دن ہم مسجد میں نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھے تھے، ایک جماعت انصار کی، ایک مہاجرین کی، ایک بنو ہاشم کی، پس ہماری آپس میں بحث چھڑ گئی کہ ہم میں سے کون رسول اللہ ﷺ کے زیادہ قریب اور زیادہ محبوب ہے۔

ہم نے کہا: ہم انصار کی جماعت آپ پر ایمان لائے، آپ کی اتباع کی، آپ کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور ہماری جماعت دشمن کے سامنے رہی، لہٰذا ہم رسول اللہ ﷺ کے زیادہ قریب اور آپ کے محبوب ہیں۔

ہمارے بھائی مہاجرین نے کہا کہ: ہم وہ ہیں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ہجرت کی، اپنے قبیلے، بیوی، بچوں اور اموال کو چھوڑا، اور جس جگہ آپ حاضر ہوئے ہم بھی حاضر ہوئے، لہٰذا ہم رسول اللہ ﷺ کے زیادہ قریب اور زیادہ محبوب ہیں۔

ہمارے بھائی بنو ہاشم نے کہا کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے لوگ ہیں، اور ہم ان تمام جگہوں پر حاضر ہوئے جہاں آپ حاضر ہوئے اور تمام غزوات میں جہاں آپ شریک ہوئے ہم بھی شریک ہوئے، لہٰذا ہم رسول اللہ ﷺ کے زیادہ قریب اور زیادہ محبوب ہیں۔

پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تم لوگ کچھ باتیں کر رہے تھے؟ تو ہم نے اپنی باتیں آپ کے سامنے پیش کیں تو آپ ﷺ نے انصار سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم نے سچ کہا، کون ہے جو تمھاری بات کو رد کرے اور ہم نے آپ ﷺ کو اپنے مہاجر بھائیوں کی گفتگو بھی سنائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا ہے، کون ہے جو ان کی بات رد کرے اور ہم نے آپ کو بنو ہاشم کی گفتگو سنائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا ہے، کون ہے جو ان کی بات رد کرے؟

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم میں فیصلہ نہ کروں؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، ہمارے باپ اور ہماری مائیں آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت میں تو آپ ہی کا بھائی ہوں، انصار نے ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگایا اور اے مہاجرین کی جماعت! میں تو آپ میں سے ہوں، انہوں نے بھی ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگایا، اور اے بنو ہاشم! آپ تو مجھ سے ہیں اور میرے ساتھ ہیں پس ہم اس حال میں مجلس سے اٹھے کہ ہم سب خوش تھے اور رسول اللہ ﷺ پر غبطہ کر رہے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کے مظاہر میں سے:...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جس میں آپ فرماتے ہیں: ''جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے اور اس دن مدینہ کی ہر چیز روشن ہوگئی اور جس دن آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس دن ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا۔''

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا (کہ وہ کب آئے گی) حضور ﷺ نے اس سے فرمایا: تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا: کچھ نہیں، مگر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے اس کی رفاقت نصیب ہوگی جس سے تجھے محبت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم محمد ﷺ کے صحابہ کسی چیز سے اتنے خوش نہیں ہوئے جتنا آپ ﷺ کے اس قول سے خوش ہوئے کہ ''أنت مع من أحببت'' تجھے اس کی رفاقت نصیب ہوگی جس سے تجھے محبت ہے۔

یہ حدیث بیان کر کے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''پس میں نبی کریم ﷺ سے محبت کرتا ہوں، ابوبکرؓ و عمرؓ سے محبت کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ مجھے اس محبت کی وجہ سے ان سے رفاقت نصیب ہوگی اگرچہ میں ان جیسے اعمال نہ کرسکوں۔''

اور حدیث میں بھی یہ الفاظ آئے ہیں: "المرأ مع من أحبّ" اور اس کے آخر میں بھی اس طرح کے جملے آئے ہیں۔

یہی حال سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا، اسی میں حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا قول بھی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں یعنی صحابہ کرام کو اپنے مال، اپنی اولاد، اپنے باپ اور ماں سے بھی زیادہ محبوب تھے اور اس ٹھنڈے پانی سے بھی جو سخت پیاس کے بعد پیا جاتا ہے۔ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کا یہ فرمانا ہے "أحبّ إلینا" سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، کیوں کہ جب کوئی صحابی جمع کا صیغہ استعمال کرتا ہے، جیسے یہاں استعمال ہوا ہے تو وہاں سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہوتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کے خاص خاص واقعات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت:...... بزّار رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ (اس کی اصل صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مختصر روایت ہے) کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا: اے امیر المومنین، وہ آپ ہیں، تو انہوں نے فرمایا: جہاں تک میرا تعلق ہے، مجھ سے جس نے بھی مقابلہ کیا تو میں نے اس سے بدلہ لیا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ بہادر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، ہم نے غزوۂ بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک سائبان بنایا اور ہم آپس میں کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آج کون ہوگا، تاکہ مشرکین میں سے کوئی آپ کی طرف نہ آسکے! پس بخدا ہم میں سے ابوبکر کے سوا کوئی آپ ﷺ کے قریب نہیں گیا۔ وہ تلوار تانے ہوئے آپ ﷺ کے سر پر کھڑے ہوگئے اور جو مشرک بھی آپ کی طرف آتا، آپ اس کے سامنے کھڑے ہو جاتے۔ یہ سب لوگوں میں زیادہ بہادر ہیں۔

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے قریش کو دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پکڑا ہوا ہے، کوئی آپ کو مار رہا ہے کوئی بُرا بھلا کہہ رہا ہے، کوئی دھکے دے رہا ہے اور کہہ رہے ہیں: تو نے اتنے معبودوں کو چھوڑ کر صرف ایک معبود چن لیا ہے؟ پس بخدا ہم میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے قریب نہیں آیا سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے، وہ آئے اور کسی کو مار رہے ہیں، کسی سے لڑ رہے ہیں اور کسی کو دھکا دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں: تم ہلاک ہو جاؤ، تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟!

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر سے چادر اتاری اور رونے لگے یہاں تک کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ پھر فرمانے لگے کہ مجھے بتاؤ کہ فرعون کے خاندان کا مؤمن بہتر ہے یا ابوبکر؟ لوگ خاموش ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بخدا ابوبکر کی ایک گھڑی فرعون کے خاندان کے مؤمن سے زمین بھر جائے ان سے بہتر ہے، کیونکہ فرعون کے خاندان کے شخص نے ایمان چھپا رکھا تھا اور ابوبکر وہ ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کا اعلان کیا تھا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت

میں کچھ لوگ آپس میں تبصرہ کررہے تھے، جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے رہے ہیں، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی تو وہ فرمانے لگے: بخدا ابوبکر کی ایک رات آل عمر سے بہتر ہے اور ابوبکر کا ایک دن آل عمر سے بہتر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات گھر سے نکلے اور غار کی طرف روانہ ہو گئے اور آپ کے ساتھ ابوبکر بھی اور وہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلتے تھے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے کہ اور فرمانے لگے: اے ابوبکر! کیا بات ہے کبھی آپ میرے پیچھے اور کبھی میرے آگے چلتے ہیں؟ تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کبھی میں سوچتا ہوں کہ ہمارا پیچھا کوئی نہ کررہا ہو تو میں پیچھے چلتا ہوں اور کبھی سوچتا ہوں کہ کوئی آگے تاک لگائے نہ بیٹھا ہو تو آپ کے سامنے چلتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! اگر کوئی چیز ہو تو کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ میرے سامنے آجائیں؟ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: جی ہاں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے پھر جب وہ دونوں غار کے پاس پہنچے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ذرا ٹھہر جائیں تاکہ میں آپ کے لیے غار کو صاف کردوں، ابوبکر غار میں داخل ہوئے اور اسے صاف کیا، بعد میں انہیں خیال آیا کہ ایک سوراخ بند نہیں کیا، تو عرض کیا: یا رسول اللہ آپ ذرا ٹھہریں میں اسے بند کردوں، پھر وہ غار میں داخل ہوئے اور اس سوراخ کو بند کرکے عرض کیا: یا رسول اللہ! تشریف لائیں! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے وہ ایک رات آلِ عمر سے بہتر ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے بھی ان اوصاف کے ساتھ اپنی قوم میں مشہور تھے، وہ غریبوں کی مدد کرتے تھے، صلہ رحمی کرتے تھے، بے نواؤں کا سہارا تھے، مہمان نوازی کرتے تھے اور آسمانی آفات میں مدد کرتے تھے، جاہلیت میں بھی کسی گناہ میں ملوث نہیں ہوئے، نرم دل تھے، کمزوروں کے ساتھ نہایت رحم دل، یہ صفات ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات تھیں، لہٰذا اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مائل ہوں اور مردوں میں آپ کے دین پر ایمان لانے والے پہلے مرد ہوں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعوت بہت پُر تاثیر تھی۔ آپ تاجر تھے اور تجارت کی وجہ سے لوگوں میں جان پہچان تھی تو آپ نے ایمان لانے کے بعد ایمان کی دعوت شروع کردی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوگوں کو بلانے لگے، اس لیے بہت سے لوگ آپ کی وجہ سے ایمان لے آئے، جن میں حضرت سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف، عثمان بن عفان، طلحہ، زبیر اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم جیسے حضرات تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے اور آپ کے دین کی خدمت کے لیے اپنا مال خرچ

کرتے تھے، غلاموں کو آزاد کرتے، آپ نے بہت سے غلاموں کو آزاد کیا، جن میں حضرت بلال بن ابی رباح، عامر بن فُہیرہ، اُم عُبیس، زِنّیرہ، نہدیہ اوران کی بیٹی، بنومؤمل کی باندی وغیرہ کے نام مشہور ہیں، جس کی وجہ سے آپ کو لوگ "واھب الحرّیات" آزادیاں دینے والے اور "محرر العبید" غلاموں کو آزاد کرنے والے کے القاب سے یاد کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی نصرت کے لیے اپنا مال خرچ کیا، اور ہجرت کے سفر میں تو اپنا سارا مال اپنے ساتھ رکھ لیا تھا، اس کے بعد بھی جب کبھی مال خرچ کرنے کا داعیہ پیدا ہوتا تو آپ دوسروں سے سبقت لے جاتے اور کتنے ہی ایسے موقع آئے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے اپنا سارا مال خرچ کر ڈالا اور گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کے نام کو چھوڑا۔

اور ان تمام اعمال میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہوتی تھی اور آپ ہی کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں:

﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ٥ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ٥ وَمَالِأَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى ٥ اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلٰى﴾ (اللیل: ١٧)

"اور بچادیں گے اس سے بڑے ڈرنے والے کو جو دیتا ہے اپنا مال دل پاک کرنے کو اور نہیں اس پر کسی کا احسان، جس کا بدلہ دے مگر واسطے چاہے مرضی اپنے رب کی جو سب سے برتر ہے اور آگے وہ راضی ہوگا۔"

اور جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے تو سورۂ لقمان کی بعض آیات نازل ہوئیں جن میں ایک آیت یہ بھی ہے:

﴿واتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ﴾ (لقمان: ١٥)

ترجمہ: "اور راہ چل اس کی جو رجوع ہو میری طرف۔"

نیز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ محبوب تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

"أبوبكر سيدنا، وخيرنا، وأحبّنا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم"

ترجمہ: "ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور ہم میں سب سے بہتر ہیں اور سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب ہیں۔"

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی معرفت حاصل تھی، صحیح اور مشہور حدیث میں آیا ہے کہ جب آپ ﷺ نے زندگی کے آخری خطبے میں یہ فرمایا:

"إن عبداً خيّره الله، بين أن يؤتيه من زهرة الدنيا ماشاء وبين ما عنده، فاختار ماعنده"

ترجمہ: ''ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ یا دنیا کی زیبائش میں سے جو چاہے اسے دے دے یا جو اللہ کے ہاں ہے وہ اسے مل جائے تو اس بندہ نے جو اللہ کے پاس ہے اسے پسند کر لیا ہے۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے اور کہنے لگے:

"فديناك يا رسول الله بآبائنا و أمّهاتنا"

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! ہمارے باپ اور مائیں سب آپ پر قربان ہو جائیں۔''

تو راوی کہتے ہیں کہ ہمیں تعجب ہوا کہ یہ بزرگ کیوں رو رہے ہیں، آپ ﷺ نے تو ایک شخص کا ذکر فرمایا ہے، پھر پتا چلا کہ جس بندہ کو اللہ نے اختیار دیا ہے وہ خود رسول اللہ تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہم سے زیادہ آپ کی معرفت تھی۔

اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مامن الناس أحد أمنّ إلينا في صحبته وذات يده من أبي قُحافة، ولو كنت متّخذا خليلاً لاتّخذت ابن أبي قحافة خليلاً، وفي رواية أبابكر۔"

ترجمہ: ''لوگوں میں سے کسی شخص کا رفاقت اور مال میں مجھ پر اتنا احسان نہیں جتنا کہ ابوبکر کا مجھ پر ہے، اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابن ابوقحافہ کو اپنا خلیل بناتا، اور ایک روایت میں (ابن ابوقحافہ کے بجائے ابوبکر ہے)۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے خطبہ میں فرمایا: ''ہم پر جس کسی کا بھی احسان ہے ہم نے اس کا بدلہ اسے دے دیا سوائے ابوبکر کے، کہ اس کا ہم پر ایسا احسان ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن عطا فرمائیں گے اور جتنا ابوبکر کے مال نے مجھے فائدہ پہنچایا اتنا کسی کے مال نے فائدہ نہیں پہنچایا۔''

''پھر آپ ﷺ نے خطبہ کے آخر میں فرمایا: ابوبکر کے تاقچہ کے علاوہ کسی کا دروازہ مسجد میں کھلا نہ رکھا جائے، کیوں کہ میں نے اس پر نور دیکھا ہے۔''

آپ ﷺ کے اس ارشاد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف بھی اشارہ ہے، کہ صرف ان کا تاقچہ باقی رکھا جائے اور خوخہ ایک چھوٹا سا دروازہ تھا جو براہ راست مسجد میں کھلتا تھا، لہٰذا اسے باقی رکھا گیا، کیوں کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ضرورت تھی، تاکہ وہ مسلمانوں کے معاملات کی نگرانی کر سکیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں اشارہ کرنے والی احادیث بہت ہیں اور ان کی خلافت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت کا اجماع ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت کا بیان:...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی جاہلیت کے دور میں مسلمانوں کے سخت مخالف تھے اور ان کا اسلام لانا اسلام کی عظیم نصرت تھی اور آپ کا اسلام لانا رسول اللہ ﷺ کی دعاء کی قبولیت کا نتیجہ تھا،

جس میں آپ نے فرمایا:

"اللّٰهم أعز الإسلام بأحب العمرين إليك: عمرو بن هشام، هو أبو جهل، أو عمر بن الخطاب"

ترجمہ: اے اللہ عمرین! میں سے جو آپ کو زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعے اسلام کو عزت بخش: عمرو بن ہشام (ابو جہل) یا عمر بن الخطاب۔

اور جب سے حضرت عمر مسلمان ہوئے مسلمان اپنے آپ کو طاقتور محسوس کرنے لگے، اور نبی کریم ﷺ ان کو لے کر بیت اللہ میں تشریف لے گئے اور سب نے طواف کیا اور کوئی ان کو خوف زدہ نہ کرسکتا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی جان اور ہر قیمتی چیز کو نبی کریم ﷺ پر قربان کردیا اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کو اپنے نفس کی محبت سے بھی زیادہ ثابت کیا، جیسا کہ ان کی گفتگو صحیح بخاری میں گزر چکی ہے۔

اور ان کی اس شدید محبت کا نتیجہ تھا کہ ان کی اکثر رائے وحی کے موافق ہوتی تھی، ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه."

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق کو جاری کیا ہے۔"

نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جب بھی مسلمانوں کو کوئی معاملہ درپیش ہوا اور انہوں نے اس میں اپنی رائے دی ہو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی رائے دی ہو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن اترا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت کے واقعات میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عمرہ ادا کرنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی اور فرمایا:

"لا تنسنا يا أُخَيَّ من دعائك"

ترجمہ: "میرے پیارے بھائی ہمیں اپنی دعا میں نہیں بھلانا۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: یہ ایسی بات ہے کہ اس کے بدلے اگر مجھے پوری دنیا مل جائے تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی یعنی آپ ﷺ کا یہ فرمانا: "یا اُخَیَّ" "اے میرے پیارے بھائی! جتنی خوشی مجھے اس بات سے ہوئی ہے۔

نیز صحیح حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول وارد ہوا ہے کہ: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ ﷺ ایک چٹائی پر تشریف فرما تھے، تو میں بیٹھ گیا، آپ ازار باندھ رہے تھے، آپ کے جسم مبارک پر دوسرا کپڑا نہ تھا، اس چٹائی کے نشانات آپ کے جسم مبارک پر ظاہر تھے، دیکھتا ہوں کہ کمرہ میں ایک طرف ایک صاع کے قریب جو کے دانے پڑے ہیں، دوسرے کونے میں چمڑا پکانے کے چھلکے، ایک کچا چمڑا لٹکا ہوا، یہ دیکھ کر میری آنکھیں بہہ پڑیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی میں کیوں نہ روؤں، حال

یہ ہے کہ اس چٹائی نے آپ کے جسم مبارک پر نشانات بنا دیے ہیں اور کمرہ میں آپ کی کل پونجی وہ ہے جو مجھے نظر آ رہی ہے۔ ادھر وہ قیصر و کسریٰ ہیں جو باغوں اور نہروں میں زندگی بسر کر رہے ہیں، اور آپ اللہ کے نبی ہیں اور اس کے برگزیدہ ہیں اور یہ آپ کا پورا خزانہ ہے! تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! کیا آپ کو یہ پسند نہیں کہ ہمارے لیے تو آخرت ہو اور ان کے لیے دنیا؟ اور ایک دوسری صحیح حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں: یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کی دنیا کی لذات دنیا ہی میں دے دی گئی ہیں۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضور ﷺ سے محبت کی علامت آپ کے اہلِ بیت سے ان کی شدید محبت ہے اور یہی تمام اصحابِ کرام کی عام عادتِ مبارک تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کو بہت عطیات پیش کرتے تھے، اور دوسرے لوگوں سے پہلے ان کو دیتے، اور حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو اپنے قریب رکھتے۔

نیز آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے بہت قریب رکھتے اور اہم معاملات میں اس وقت تک فیصلہ نہ فرماتے جب تک حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ نہ فرما لیتے، اور ان کا یہ حکیمانہ مقولہ مشہور ہے "قضية و لا أبا حسن لها"؟ اور ان کا یہ مقولہ: "لو لا علي لهلك عمر" اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں تمام امور خلافت کا نائب مقرر فرمایا۔

محترم قاری! آپ ایسے لوگوں کی طرف توجہ نہ دیں جو تاریخ کو بگاڑتے ہیں اور حضرت عمر اور دوسرے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی صاف ستھری سیرت کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کی خلافت کے آخری دور تک مسلمان ایک جماعت تھے اور کسی مسلمان کے ذہن میں خلافت کے بارے میں بھی کوئی اشکال نہیں تھا کہ کون خلافت کا زیادہ حقدار ہے۔

حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان خصوصی اخوت اور محبت کے لیے یہی ذکر کر دینا کافی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنی گوشۂ جگر صاحبزادی حضرت ام کلثوم کا نکاح کر دیا تھا، جو کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں۔ نیز اس اخوت اور محبت کے لیے یہ بھی ذکر کر دینا کافی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک صاحبزادہ کا نام عمر اور ایک کا ابوبکر اور ایک کا عثمان رکھا اور انسان اپنی اولاد کے لیے ان ناموں کا انتخاب کرتا ہے جو اسے سب سے زیادہ محبوب ہوں اور جن کو وہ اپنے لیے اقتداء کا بہترین نمونہ سمجھتا ہے۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قد يكون في الأمم محدّثون أي ملهمون كما في رواية، فإن يكن في أمّتي أحد فعُمر بن الخطاب"

ترجمہ: ''کبھی امتوں میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کو الہام ہوتا ہے، اور اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر بن الخطاب ہیں۔''

بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ حدیث مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت میں ایک سونے کا محل دیکھا، تو میں نے پوچھا: یہ کس کا ہے؟ تو مجھے جواب ملا کہ: یہ عمر بن الخطاب کا ہے، رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی محبت:...... حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، اسلام کے سابقین اولین میں سے ہیں، اور عظیم قدر و منزلت کے مالک ہیں، انہوں نے اللہ کی راہ میں سخت تکلیفیں اٹھائیں، اس کے باوجود نبی کریم ﷺ کی محبت میں آگے بڑھتے گئے اور نبی کریم کی محبت ان سے بڑھتی گئی اور جب ابولہب کے دو بیٹوں نے (جو نبی کریم ﷺ کے داماد تھے) اپنے والدین کے حکم سے آپ ﷺ کی دو صاحبزادیوں: رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کو طلاق دے دی، تاکہ اس طرح نبی کریم ﷺ کو دکھ پہنچے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ طلب کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ان کی حسنِ معاشرت سے بہت خوش ہوئیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مشرکین مکہ کی طرف سے بہت تکلیفیں اٹھانی پڑیں، آخر کار اپنی اہلیہ کے ساتھ حبشہ کی طرف دو بار ہجرت فرمائی، پھر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا وفات پاگئیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ میں محبت اتنی بڑھ گئی کہ آپ ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو آپ کے نکاح میں دے دیا اور یہ سن ۳ ہجری کا واقعہ ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

> ''اے عثمان! یہ جبریل ہیں، انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ام کلثوم کا آپ سے نکاح کر دیا ہے، رقیہ جیسے مہر اور اس جیسے حسنِ معاشرت کے ساتھ۔''

آپ ﷺ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اگر انتہائی محبت نہ ہوتی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے غایتِ محبت نہ ہوتی تو آپ ان سے دوسری صاحبزادی کا نکاح نہ فرماتے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو مستقبل میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بڑا اعتماد تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک عظیم منقبت ہے کہ سابقہ امتوں میں کوئی ایسا شخص نہیں گزرا جس نے پیغمبر کی دو بیٹیوں سے شادی کی ہو، سوائے حضرت عثمان بن عفان کے۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بڑے شرم و حیا والے اور کریم النفس تھے یہاں تک کہ فرشتے بھی ان سے شرم کرتے تھے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے، اور ہر وہ کام جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ خوش ہوتے اس میں کبھی انہوں نے کوتاہی نہیں کی، اور مشہور ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جیش عسرہ کی پوری تیاری آپ نے کی تھی اور یہ غزوہ مسلمانوں کی تنگی کے وقت یعنی مال کی کمی کے وقت پیش آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پورے لشکر کی تیاری کی، یہاں تک کہ اونٹوں کے لیے نکیل اور رسی تک مہیا کی۔

..................(جاری ہے)..................